ڈاکٹر حسنین ساحر کی شعری جہات: تجزیاتی مطالعہ

Dr. Hassnain Sahir's Poetic Dimensions: Analytical Study

Shazia Shaheen
Punjab School Education Department, Muree
shaziazad78@gmail.com
Asia Rubab
Fazaia Education System School, E-9, Islamabad
aasiarabab@gmail.com

KEYWORDS

Sahir
Ghazal
Doha
Faseel-e-Jaan
Charaghshaar
Kalpana
Intlectual
Thematic
Diversity

DATES

Received	**21-10-2024**
Accepted	**22-11-2024**
Published	**31-12-2024**

QR CODE

ABSTRACT

Dr. Hassnain Sahir is a renowned Researcher, Critic and Poet. His ten books have been published, which have different literary perspectives. Most of his work in the field of literature is in terms of research, criticism and editing. However, he gained more recognition as a poet. So far, his three poetry collections; "Faseel-e-Jaan", "Charaghshaar" and "Kalpana" have been published. The first two books consist of Ghazals and Poems while the third book "Kalpana" is a collection of his couplets (Doha). Dr. Hassnain Sahir's poetry is divided into three dimensions; Ghazal, Poem and Couplet (Doha). Intellectual and thematic diversity, musicality and unique language and styles give his poetry exclusivity in the contemporary literary scene. In this paper, an analytical study of his three poetic dimensions is being presented.

DOI:
http://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/109

تلخیص:

ڈاکٹر حسنین ساحر معروف محقق، نقاد اور شاعر ہیں۔ ان کی دس کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کا ادبی نقطہ نظر مختلف ہے۔ ادب کے میدان میں ان کا زیادہ تر کام تحقیق، تنقید اور تدوین کے حوالے سے ہے تاہم انھوں نے ایک شاعر کے طور پر زیادہ پہچان حاصل کی۔ اب تک ان کے تین شعری مجموعے؛ "فصل جان"، "چراغشار" اور "کلپنا" شائع ہو چکے ہیں۔ پہلی دو کتابیں غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہیں جب کہ تیسری کتاب "کلپنا" ان کے دوہوں کا مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر حسنین ساحر کی شاعری کو تین جہتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ غزل، نظم اور دوہا۔ فکری اور موضوعاتی تنوع، موسیقیت اور منفرد زبان اور اسلوب ان کی شاعری کو عصری ادبی منظر نامے میں خصوصیت فراہم کرتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کی تین شعری جہتوں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

کسی بھی شاعر، ادیب یا مصنف کی تخلیقات داخلی و خارجی اثرات سے متاثر ہوتی ہیں۔ بے شک اُس کی ذہانت اور علمی قابلیت بھی اُسے مدد دیتی ہیں مگر اُس کے حالات اور عہد کی روش کے ساتھ اُس کی شخصیت اُس کے فن پاروں کو ضرور متاثر کرتی ہے۔ اگر کسی شاعر یا ادیب کی شخصیت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کی تخلیقات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اکثر شاعر اپنے اشعار میں ارادی یا غیر ارادی طور پر کچھ اشارے کر جاتے ہیں جس سے اُن کی شخصیت و سیرت کا اندازہ باخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ میرے پیش نظر شاعر ڈاکٹر حسنین ساحر دور جدید کے نوجوان شاعروں میں سے ایک ہیں۔ جن کی شاعری اُن کا شخصیت کا پرتو معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر حسنین ساحر کی شعری جہات تین جہتوں میں منقسم دکھائی دیتی ہیں۔ جن میں غزل، نظم اور دوہے شامل ہیں۔

ڈاکٹر حسنین ساحر کی غزل پر روشنی ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے غزل کی رمزیت اور معنوی تہہ داری کو قائم رکھتے ہوئے اپنی مقصدیت اور مینی فیسٹو کی حدود میں رہ کر زندگی اور ادب کے رشتے کو جوڑا ہے۔ اُن کی غزل فکر و نظر اور احساس کی تازہ کاری سے بھرپور ہے۔ ان کی غزلیں تغزل کی بہترین مثالیں ہیں جن میں وہ اپنے جمالیاتی احساس، جذبہ عشق اور ہجر و وصال کی داستانیں پیش کرتے ہیں:

عجب موسم محبت کے، کبھی وصلت، کبھی ہجرت
عجب جیون کہانی ہے، کبھی عسرت، کبھی نصرت (1)
کیا بتاؤں الفتوں سے کیا ملا
دردِ ہجراں، عشق کا نوحہ ملا (2)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی غزل روایت وجدت، سوز و سازِ حیات، انقلاب و شباب اور محبت و مروّت کا حسین امتزاج ہے۔ وہ غزل کے پیرائے میں ہر طرح کے موضوعات کو با آسانی سموسکتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر مقصود جعفری اپنے مضمون "شاعری ساحری نہیں آگہی ہے" میں رقم طراز ہیں:

"حسنین ساحر بھی واقعی ساحر ہے۔اس کی شاعری روایت وجدت، جذبہ وتعقل، شباب وانقلاب، دانش و بینش اور محبت ومروّت کا حسین گلدستہ ہے"۔(3)

حسنین ساحر کو زندگی کے مسائل اور حقیقتوں کا ادراک اوائل عمری ہی میں ہو گیا تھا اسی لیے وہ اس قدر پر اُمید ہیں کہ تلخیوں اور دشواریوں کے باوجود ان کی غزل میں رجائیت کا پہلو موجود ہے:

ایک شعلہ ہے میری فطرت میں
یہ نہ سمجھو کہ بجھ چکا ہوں میں (4)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی غزل میں غمِ دوراں اور غمِ جاناں دونوں انواع کے غموم وآلام کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔اُردو غزل کی فضا ہمیشہ ہی سے عشق ومروّت کے مضامین سے سجی ہوئی ہے اور محبوب کی بے رُخی اور بے اعتنائی غمِ جاناں کا سبب بنی ہے، جس کا اظہار شاعر اپنی شاعری میں ہمیشہ ہی سے کرتے ہیں۔ڈاکٹر حسنین ساحر کی غزل میں غمِ جاناں کی کیفیات جابجا ملتی ہیں:

بے سبب ہم نے بھی جھیلے تھے کسی کی خاطر
آج بھولی ہوئی چاہت کے وہ غم یاد آئے (5)
وفا کے نام پہ کس نے رچائی ہے سازش؟
یہ کس کا کام ہے غیروں کو حوصلہ دینا (6)

ڈاکٹر حسنین ساحر ایک حساس دل رکھنے والے انسان ہیں۔کسی بھی قسم کے غیر معمولی حالات انھیں افسردہ کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی غزل میں تنہائی وافسردگی اور بے زاری کا احساس موجود ہے۔وہ شاعری میں معاشرتی مسائل، ناانصافیوں اور منفی رویوں کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جو اُن کی ژرف نگاہی کا بہترین ثبوت ہے۔وہ اپنے سامنے اپنی معاشرتی اقدار کو تباہ وبرباد ہوتا دیکھ کر، اپنی غزل میں شدید ردِ عمل کا اظہار کرتے ہیں۔اُن کی غزل ہر ذی شعور انسان کی ترجمان ہے جو اپنی اعلیٰ اقدار کے محافظ ہیں۔اورنگزیب (یاسین کلاں) اپنے مضمون "حسنین ساحر کی شاعری میں تلخیٔ دوراں" میں لکھتے ہیں:

"وہ (ڈاکٹر حسنین ساحر) احساس وشعور کی دولت سے مالامال ہیں اور اس کا اظہار ان کی شاعری میں ہوتا ہے۔وہ گردوپیش میں پیش آنے والے مسائل کے خلاف ایک توانا آواز ہیں۔وہ معاشرے میں ہونے والی ناانصافیوں اور منفی رویوں کو شدید تنقید کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔جس کی وجہ سے ہمارے معاشرتی اقدار تباہ ہو رہی ہیں"۔(7)

حسنین ساحر کو اپنے آباؤ اجداد کی پرانی اقدار سے بے انتہا محبت ہے۔وہ پرخلوص جذبوں کے قائل ہیں اور اس نفسا نفسی کے دور میں آنے والے تغیرات پر افسردہ نظر آتے ہیں:

گھر فقط رہ گئے اب رات بسر کرنے کو
اب چلن شہروں کا تبدیل ہوا جاتا ہے (8)

یہ میرا شہر ہے یا کوئی " قید خانہ ہے
بہت کٹھن ہے یہاں میں نے گاؤں جانا ہے (9)

ڈاکٹر حسنین ساخر کی غزل اس لیے بھی منفرد ہے کہ انھوں نے بے تکلف غزل کہی، نئے الفاظ و تراکیب کو رواج دیا، نئی اصطلاحات، تشبیہات، نئے استعارے استعمال کیے ہیں۔ اُن کی یہ جدّت پسندی دورِ جدید میں غزل کے لیے قوت و توانائی کا کام کرے گی۔ اتنا ہی نہیں انھوں نے غزل کے پیرائے میں نئے موضوعات کو سمو کر غزل کو محدودیت سے آزاد کروانے کا کام بھی بخوبی کیا ہے۔ رومانیت، معاشرتی مسائل، رجائیت و یاسیت کے ساتھ اُن کی غزل میں صوفیانہ طرزِ احساس بھی موجود ہے۔ وہ لطیف پیرائے میں نفرتوں، تفرقوں، لالچ و حرص پر طنز کے نشتر برساتے ہیں۔ ان کی شاعری میں درد اور کسک کے ساتھ ساتھ متصوفانہ طرزِ فکر کا حسین امتزاج مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو جو وجود طرزِ فکر کا عکاس ہے:

کہاں تلاشتا پھرتا ہوں اس کو میں ساحرؔ
بسا ہوا ہے وہ کہیں میری اپنی ذات میں (10)

ڈاکٹر حسین ساحر اپنی ذات میں بحرِ بے کراں کی مانند ہیں جو اپنے اندر متنوع جہتوں اور احساسات کو سموئے ہوئے ہیں۔ اُن کا تخیل بلند پرواز ہے۔ وہ انسان دوست ہیں اور محبتوں کے چراغ جلانا اور نفرتوں کی تاریکیوں کو الفتوں کے اجالوں میں بدلنا اوّلین فرض سمجھتے ہیں:

گرا دو سب فصیلیں نفرتوں کی
صلیبیں کاٹ دو سب فاصلوں کی (11)

ڈاکٹر حسنین ساحر نے اپنی غزل کو صرف اُردو اور فارسی الفاظ و تراکیب تک محدود نہیں رکھا بلکہ اُن کی غزل میں پنجابی، ہندی اور انگریزی کے الفاظ اور تراکیب بھی جا بجا ملتے ہیں۔ جیسے کلوتریوں، کھلواڑ، دوش، سادھو، رکشک، راون، حیاتی، چودھار وغیرہ۔ نئی اصطلاحات میں فہم سے فہمیدہ، سہم سے سہمیدہ، غزل سے غزلینہ نظم سے نظمینہ اور دزدیدہ اور غم دیدہ جیسی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ وہ نئے نئے مرکب الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اُن کی انہی شعری صفات کے متعلق ڈاکٹر محمد سخی خان رقم طراز ہیں:

> "حسنین ساحر لفظ گر بھی ہے اور ترکیب ساز بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ عام بول چال میں مستعمل فارسی، انگریزی ہندی اور پنجابی زبانوں کے الفاظ کے استعمال سے بھی گریزاں نہیں ہے۔ اس کے ہاں خلقتِ گریہ بار، حسرتِ دل فگار اور ظلمتِ بے کنار یا پھر ترکِ حجابات کے رنگ، ترسیدہ طلسمات کے رنگ جیسے مترنم مرکبات کا استعمال عام ملتا ہے۔ سبو چۂ لب، کنجِ صیاد، بھنورا شعاریاں، زرد نصیبی، سحر طرازیاں، فراق آثار، مکر و فند، جنون دان کرنا وغیرہ جیسی تراکیب پڑھنے والے کو مسلسل متوجہ کرنے کا سبب بنتی ہیں"۔(12)

ڈاکٹر حسنین ساحر نے اپنی غزل میں جدید ریختہ کے کامیاب تجربات بھی کیے ہیں اور ان تجربات پر مبنی متعدد غزلیات لکھی ہیں جن میں سے دو غزلیں اُن کے شعری مجموعہ "فصیلِ جاں" میں شامل ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

شورش و انتشار می بینم
یورش و خلفشار می بینم (13)

ہر ایک منظر دھواں دھواں ہے، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن
عجیب عالم، عجب سماں ہے ، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن (14)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی دوسری شعری جہت "نظم نگاری" ہے۔ وہ نظموں میں بھی روایت سے انحراف کرتے ہوئے منفرد انداز اپناتے ہیں۔ وہ ایک شہرِ طرب کی تلاش میں سرگرداں ہیں جہاں اُن کی خواہشات اور ارمانوں کی تکمیل ممکن ہو سکے۔ ان کے یہاں ایک نہ ختم ہونے والی طویل مسافت مشاہدہ کی جاسکتی ہے جس کے راستے پر سچائیوں، کامیابیوں اور خوشیوں کے ساتھ جھوٹ، ناکامیوں اور غموں کا بھی بسیرا ہے اور تعمیر کے ساتھ انتشار و ریخت کا سلسلہ بھی جاری ہے، جو انھیں متاثر کرتا ہے۔ اس رجحان کی بہترین مثالیں نظم "لامسافت" اور "لاحاصل" ہیں۔ چند سطور ملاحظہ کیجیے:

"میری زندگی کا سفر بھی عجب ہے
کہاں سے چلا تھا؟ کہاں آگیا ہوں؟
میں جیون نگر کے عجب راستوں سے گزرتا ہوا
اب وہاں آگیا ہوں جہاں رُو بہ رُو کوئی رستہ، نہ منزل (15)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی نظموں میں ہمیں سچائی کا پہلو دکھائی دیتا ہے۔ وہ مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیتے کیونکہ وہ حقیقت پسند شخصیت کے مالک ہیں۔ اس قحط الرجال اور پر آشوب عہد میں بھی وہ سچائی اور خودداری کا دامن نہیں چھوڑتے۔ وہ عزت و تکریم کو ہر انسان کے لیے لازمی گردانتے ہیں اور اپنی نظموں میں بھی اپنے اردگرد موجود لوگوں کی ایذا رسانیوں کے باوجود کسی کو برا نہیں کہتے۔ ان کی تمام نظمیں تخیل کی آواز معلوم ہوتی ہیں۔ وہ کیا چاہتے ہیں؟ کیا سوچتے ہیں؟ اُس کا برملا اعتراف ان کی نظموں کا خاصہ ہے۔ نظم "اعتراف" ملاحظہ کیجیے:

"کیا عجب مصیبت ہے
اپنے ذہن و دل پر ہی دسترس نہیں میری
اُس کو بھول جانے کی کوشش میں رہتا ہوں
اس کو بھول جانے کی کوئی بھی مری کوشش
کارگر نہیں ہوتی" (16)

ڈاکٹر حسنین ساحر اپنے حساس جذبوں کو شاعری کا پیرہن بخشتے ہیں اور پیرہن بھی ایسا نفاست سے بھرپور جو جذبات کی تسکین کا باعث بنتا ہے۔ چونکہ شاعر پورے معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے اس لیے وہ تمام افراد کے احساسات کو گہرائی سے محسوس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر حسنین ساحر کی محسوسات والی حس بہت طاقت ور ہے۔ وہ اپنی نظموں میں جن حساس جذبوں کا ذکر کرتے ہیں اُن کو قاری اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ ڈاکٹر حسنین ساحر کی نظم "ادراک" کے متعلق ذوالفقار احمد زلفی لکھتے ہیں:

> "ڈاکٹر حسنین ساحر کا شمار بھی ایسے ہی حساس ترین شعرا میں ہوتا ہے وہ معاشرے کی رگ وپے سے بخوبی واقف ہیں اور معاشرے کی بھلائی کے لیے مسلسل روبہ عمل ہیں۔ ڈاکٹر حسین ساحر کامل یقینی کے ساتھ "ادراک" کی صورت میں معاشرے کو ایک پختہ بنیاد فراہم کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس نظم کا مطالعہکرنے سے ڈاکٹر حسنین ساحر کے ادراک کی گہرائی کا بخوبی ادراک ہوتا ہے۔ یہ نظم پڑھتے ہوئے قاری ورطۂ حیرت میں یوں غوطہ زن ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور متلاشی نگاہوں سے اپنے اردگرد کسی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے"۔(17)

ڈاکٹر حسنین ساحر ایک لامحدود مسافت کے ہم سفر ہیں جس کا اختتام ناممکن ہے۔ انھیں قدم قدم پر یہ وہم ہوتا ہے کہ یہی منزل ہے، مگر سراب کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مایوسی کے باوجود سعی کا دامن ان کے آگے بڑھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس قسم کا احساس قاری کو اُن کی ہر نظم میں ملتا ہے۔ وہ اپنی نظموں میں گل وبلبل اور رعنائیوں و سرور کی بات نہیں کرتے۔ وہ اپنے اندر موجود تنہائیوں سے نبرد آزما ہیں۔

اُن کی نظمیں "سرگشتگی"، "سیاہ رُت"، "لامسافت"، "لاحاصل" اور "کنفیوژن" وغیرہ میں ایسے ہی جذبات کی ترجمانی ہے۔ ڈاکٹر حسنین ساحر کی نظموں میں بھی غزل کی طرح روایتی عشق میں افسردگی و ناکامی اور ہجر و فراق کے مضامین موجود ہیں لیکن اُن کے لہجے اور بیان کی سادگی کی وجہ سے ان کی نظموں میں نئے پن کا احساس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر حسنین ساحر کی شاعری دل کی آواز ہے، جو کسی کی محبت سے سرشار ہے اور کسی کی یاد کی کسک ان کے دل میں موجود ہے جو کسی کے نام سے دھڑکتا ہے۔ اس کسک نے داخلیت کی شان سے محبت کی کہانی کو دل آویز بنا دیا ہے۔ ان کی نظموں کو محبوب کی بے وفائیاں اور غمِ دوراں کے ہاتھوں کھائی ماتوں کے سلسلے نے مزید نکھار دیا ہے۔ وہ عشق میں حوصلے وضبط کی بات بھی کرتے ہیں نظم "بدونِ دلیل" میں لکھتے ہیں:

بے سبب ضد بھی نہیں ہوتی کسی سے ساحرؔ
پیار ہوتا ہے تو تکرار بھی ہو جاتی ہے
لیکن انکار کی تکرار کا مطلب کیا ہے؟
یوں ہی بے کار کے انکار کا مطلب کیا ہے؟ (18)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی نظموں میں افسردگی اور اضمحلال کی کیفیت کے ساتھ دردمندی اور زندگی کے تجربات کو بھی نظم کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ غم انھیں قنوطیت سے رجعت کی طرف ہی نہیں لے جاتا بلکہ جینے کا حوصلہ بھی دیتا ہے۔ یہ درد کی موجیں ساحر کی ذات کو لے ڈوبتی نظر آتی ہیں مگر اس درد نے انھیں زندگی گزارنے کا فن بھی سیکھا دیا ہے۔

ڈاکٹر حسنین ساحر اپنی نظموں میں زمانے کی بھیانک تصویر بھی دکھاتے ہیں۔ خود صادق جذبات و احساسات رکھتے ہیں اسی لیے دوسروں سے صداقت کا تقاضا کرتے ہیں۔ ساحر اپنے دور کے تہذیبی بحران کے نغمہ گر ہیں۔ آج کل کی مشینی زندگی کی برکتوں نے جمال کی لطافت اور تہذیب و عظمت کے نقوش دھندلے کر دیے ہیں۔ اور رشتوں کے فریب نے انسانی تصویر پر فریب، دروغ اور مصلحت کا ملمع چڑھا دیا ہے۔ ایسی فضا کی شدت کا احساس ساحر کو شدید مضطرب رکھتا ہے۔ اُن کی نظم "دو چہرگی" ان کے خیالات کی عکاس ہے۔ سعدیہ عاشق اپنے مضمون "حسنین ساحر کی نظم "دو چہرگی" کا سماجی سیاق میں لکھتی ہیں:

> "حسنین ساحر کی ایک مشہور نظم "دو چہرگی" میں وہ انسان کے دو چہروں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی نظم شروع ہی حسرت سے ہوتی ہے اور وہ حسرت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے دکھائی دیتے ہیں: "کوئی تو ایسا ہو جو کچھ ایسی کہانی لکھے کہ جس کہانی میں خود ولن ہو"۔ حسنین ساحر ایک حقیقت پسند انسان ہیں اور اسی لیے وہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ یہاں پر لکھاری خود کو ہیرو قرار دیتا ہے۔۔۔ وہ اپنا کردار اس طرح سے بیاں کرے کہ نہ باوفا ہو نہ پارسا ہو، کوئی تو ایسا دکھائے جیسے وہ اصل میں ہے، کوئی تو ایسا بھی ہو جو اپنی کثافتوں کو قلم کی فیاض نذرتوں کے سپرد کر دے / سبھی کی اپنی کہانیاں ہیں / کوئی بھی اپنی کہانیوں میں ولن نہیں ہے / سبھی ہیں اچھے، سبھی ہیں سچے / یہاں کوئی بھی برا نہیں ہے / نہ کوئی چھوٹا، نہ بے وفا ہے / نہ کوئی خائن، نہ کج ادا ہے / نہ کوئی غاصب، نہ راہزن ہے / مبالغوں کا یہاں چلن ہے"۔(19)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی تیسری شعری جہت "دوہا نگاری" ہے۔ دوہے ہندی صنف سخن سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً اُردو میں شعر مگر ہندی کا دوہا اُردو کے غزل یا نظم کا حصہ شعر کی طرح پابند نہیں ہوتا بلکہ آزاد ہوتا ہے۔ کسی آزاد شعر کو دوہا کہہ سکتے ہیں۔ دوہے کے دونوں مصرعوں میں چوبیس ماترائیں ہوتی ہیں۔ اول مصرعے میں تیرہ اور دوسرے میں گیارہ ماترائیں ہوتی ہیں۔ اس کا وزن فعلن فعلن فاعلن فعلن فعلن فع فاع پر مشتمل ہوتا ہے۔ دونوں مصرعے معنوی اعتبار کی گنگا سے اپنے آپ میں مکمل ہوتے ہیں۔ دوہا غزل کے مطلع جیسا ہوتا ہے۔ اس میں ردیف کی قید نہیں ہوتی لیکن قافیہ لازمی ہوتا ہے۔ دوہا ہندی اور اُردو دونوں زبانوں کا ورثہ ہے ۔ دونوں سے ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی عکاسی ہوتی ہے۔ اُردو ادب میں دوہے کی صنف کو صوفی شعرا نے ترقی دی۔ میر اجی کو اُردو کا پہلا دوہا نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی کتاب "خوش نامہ" میں دوہے موجود ہیں[20]۔ جدید دور میں جمیل الدین عالی، خواجہ دل محمد، قتیل شفائی، ناصر شہزاد، ظفر گورکھپوری، عابد پشاوری، ندا فاضلی، ڈاکٹر طاہر سعید ہارون، مشتاق عاجز اور شاہد میر دوہا نگاری کے ذیل میں آتے ہیں۔

ڈاکٹر حسنین ساحر کے دوہوں پر مشتمل مجموعہ "کلپنا" کے نام سے مارچ2024ء میں بزمِ تخلیق و تحقیق اسلام آباد نے شائع کیا۔ ڈاکٹر حسنین ساحر نے "کلپنا" کو فکری و موضوعی حوالے سے مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں تصوف کا رنگ نمایاں ہے۔ اسے "دم دم نام پکار" کا نام دیا ہے۔ دوسرے حصے کے دوہوں میں رومانیت نمایاں ہے لہٰذا اُسے "پریم دھرم ہے پریم کرم ہے" کا نام دیا ہے۔ تیسرے حصے میں محبوب کی شکل و شمائل اور سراپا پر دوہے ہیں، اس لیے اُس حصے کے دوہوں کو "تُو مدھوبن کی بالا" کا نام دیا ہے۔ چوتھے حصے میں زندگی کے اُتار چڑھاؤ کا بیان ہے اس لیے اسے "جیون بہاراگ ہے میرا" کا نام دیا ہے۔ پانچویں حصے میں پند و نصائح کا بیان ہے اس لیے اس حصے کو "باتیں گیان کی سُن" سے موسوم کیا ہے۔ چھٹے حصے میں زمانے کی بے اعتنائی و کج ادائی اور مختلف عمومی سماجی رویوں کے موضوعات پر دوہے ہیں، جسے "مانو کے جانے کتنے مکھ" کا نام دیا ہے۔ آخری حصے میں "ماہیے" ہیں۔ اس کتاب کے دوہوں پر ایک سکالر ثاقب عباسی بی ایس کی سند کے حصول کے لیے مقالہ بھی لکھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر حسنین ساحر نے جمیل الدین عالی کے تتبع میں دوہا چھند کے برعکس سرسی چھند میں دوہے کہے ہیں۔ سرسی چھند کو جمیل الدین عالی کی نسبت سے عالی چھند اور عالی چال بھی کہا جاتا ہے۔ دوہے زیادہ تر غیر مردّف ہوتے ہیں مگر ڈاکٹر حسنین ساحر نے مردّف و غیر مردّف دونوں قسم کے دوہوں پر طبع آزمائی کی اور وہ کامران بھی رہے۔ ڈاکٹر حسنین ساحر نے حمدیہ دوہے بھی کہے ہیں جن پر تصوف کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کے چند دوہے ملاحظہ ہوں جو حمدیہ ہونے کے ساتھ ساتھ وجودی فکر کے عکاس بھی ہیں:

دنیا سُر سنگیت نگر ہے میں اس میں انہاتا
تُو اُتم تُو اعلیٰ بالا، تُو اُچرج آہاتا (21)
چاروں اَور ترے جلوے ہیں، ہر سُو تیری صُورت
تُو ہے نور نہاں ہر شے میں، میں مٹی کی مُورت (22)

ڈاکٹر حسنین ساحر کے دوہوں میں تصوف کے علاوہ رومانیت، پیکر تراشی، ہجر و فراق، پند و نصائح کے ساتھ ساتھ فطری خوبصورتی کا بیان بھی موجود ہے۔ وہ اپنے دوہوں میں اُردو اور ہندی کے ساتھ پنجابی لفظیات کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر حسنین ساحر ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ اُن کی طرزِ شاعری اور اندازِ بیاں پر مضامین، تبصرے اور مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ جن سے اُن کی تخلیقی و فکری اُپج واضح ہوتی ہے۔ اُن کی شاعری سراسر خلوص پر مبنی ہے اور اُن کے دوہوں سے محبت، خلوص و رواداری، شرافت و مروّت اور فراخ دلی ٹپکتی ہے۔ ان کا ایک دوہا ملاحظہ ہو:

پریم اوتار ہے، پریم ولی ہے پریم قطب اور سنت
پریم ازل ہے، پریم ابد ہے، پریم آغاز اور اَنت (23)

ڈاکٹر حسنین ساحر نے غزل اور نظم کی طرح دوہوں میں بھی اپنی سخنورانہ انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔ ان کے دوہوں میں جمالیاتی حسن آمیزی اور معنویت کی بلاغت و سحر انگیزی عروج پر ہے۔ وہ سادگی میں پرکاری کو برقرار رکھتے ہوئے فکر و جذبے

کے سوز و گداز، معنی کی صداقت اور اسلوب کی لطافت و آہنگ کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ انھوں نے 16:11 کے ماترائی خاکے کا پابند رہ کر قلبی وارداتوں اور عشقیہ معاملات کی اپنے دوہوں میں بڑی جان افروز عکاسی کی ہے:

میری من کٹیا میں رہتا ہے اک پریم پجاری
تُو بھی ساحرؔ بس جا اس میں چھوڑ دے جگت خواری (24)

شاعری کی زرخیز و مردم خیز مٹی سے نمو پانے والے ڈاکٹر حسنین ساحر غزل و نظم کی طرح دوہوں میں بھی احساس و جذبات اور قلبی رُودادوں کو بخوبی بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے اُردو دوہوں میں اپنی سخنورانہ اور فنکارانہ شان کو مستحکم و برقرار رکھا ہے۔ اُردو شاعری میں دوہا ایک ایسی صنف ہے جس نے ہر دور میں ہندوستان کی کثیر الاستعمال عوامی زبان کی نمائندگی کی ہے۔ جس کی وجہ سے دوہے عوامی زبان کی ترویج میں اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سمیع اللہ اشرفی اپنی کتاب "دوہے کی روایت" میں لکھتے ہیں:

> "اُردو دوہوں کی زبان میں تدریجی ارتقا، ہندوستان کی عوامی زبان کے ارتقا کی تاریخ کا مواد فراہم کرتا ہے۔ یہی وہ زبان ہے جس کو اپنے اپنے عہد کے عوام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور سمجھا۔ سادھوؤں، سنتوں اور صوفیائے کرام کا واسطہ عوام سے تھا لہٰذا انھوں نے اپنی تعلیم اور اپنے خیالات کو عوام تک پہنچانے کے لیے ایک ایسی ہی زبان کا سہارا لیا جس کو عوام اچھی طرح سمجھ سکیں"۔(25)

قدیم شعرا کے دوہوں میں ادبی سے زیادہ عوامی سطح ملتی ہے جیسے کہ میراں جی کے ہاں۔۔۔ مگر حسنین ساحر کے دوہوں میں ادبی انداز بیاں قابلِ مشاہدہ ہے۔ ان کے دوہے آسان اور عام فہم بھی ہیں۔ اصولِ قافیہ کی پاسداری بھی موجود ہے اور احساس کی ترجمانی بھی ملتی ہے:

سُندری! تیری سندرتا ہے سندرتا کی لاج
ہر دل تجھ پر موہت ہے ہر دل پر تیرا راج (26)

دوہا ایک دیسی صنفِ شاعری ہے جس میں اُردو کے ساتھ ہندی الفاظ کا استعمال، دوہے کے مزاج کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن، ڈاکٹر حسنین ساحر کے دوہوں میں پنجابی زبان کا عکس بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسی ضمن میں ان کے چند دوہے ملاحظہ ہوں:

پریم پرم ہے، پریم کرم ہے، پریم نہیں بس ہاواں
پریم کرے اپنی جگمگ سے جگمگ سُنجیاں تھاواں (27)
بُک بُک نیر بہاتے کیوں ہو بیٹھ کر ایسے راتی
ٹکٹ کٹاؤ، لوٹ کے آؤ کیا پردیس حیاتی (28)

ڈاکٹر حسنین ساحر کی تینوں شعری جہتیں فکری و فنی حوالے سے انفرادیت کی حامل ہیں۔ نغمگی، موسیقیت کے ساتھ ساتھ ان کی فکری ندرت، ایسی خصوصیات ہیں جو ان کے تخلیقی سرمائے کے اعتبار میں اضافے کا باعث ہیں۔

حوالہ جات

1. حسنین ساحر، ڈاکٹر، فصیلِ جاں، (اسلام آباد: بزم تخلیق و تحقیق پاکستان، 2018ء)، 17۔
2. ایضاً، 87۔
3. مقصود جعفری، ڈاکٹر، شاعری ساحری ہے، مضمون مشمولہ: ساحرِ شہر خوباں، مرتبہ فریدہ انجم (پٹنہ: ارم پبلشنگ ہاؤس، 2023ء)، 8۔
4. حسنین ساحر، ڈاکٹر، فصیلِ جاں، 35۔
5. ایضاً، 77۔
6. حسنین ساحر، ڈاکٹر، چراغشار (اسلام آباد: بزم تخلیق و تحقیق پاکستان، 2023ء)، 77۔
7. اورنگزیب، حسنین ساحر کی شاعری میں تلخیِ دوراں، مضمون مشمولہ: ساحرِ شہر خوباں، 21۔
8. حسنین ساحر، ڈاکٹر، فصیلِ جاں، 29۔
9. حسنین ساحر، ڈاکٹر، چراغشار، 28۔
10. ایضاً، 75۔
11. حسنین ساحر، ڈاکٹر، فصیلِ جاں، 97۔
12. محمد سخی خان، ڈاکٹر، فصیلِ جاں کا شاعر: حسنین ساحر، (مضمون) مشمولہ: ساحرِ شہر خوباں، 27۔
13. حسنین ساحر، ڈاکٹر، فصیلِ جاں، 21۔
14. ایضا، 25۔
15. حسنین ساحر، ڈاکٹر، چراغشار، 115۔
16. ایضاً، 94۔
17. ذوالفقار احمد زلفی، ڈاکٹر حسنین ساحر کی نظم 'ادراک': شعور و جستجو کا اظہاریہ، (مضمون) مشمولہ: روزنامہ اودھ نامہ، لکھنؤ، 4 ستمبر 2024ء، 5۔
18. حسنین ساحر، ڈاکٹر، چراغشار، 112
19. سعدیہ عاشق، حسنین ساحر کی نظم دوچہرگی کا سماجی سیاق، (مضمون) مشمولہ: کشمیر لنک، مظفر آباد، جلد نمبر 12، شمارہ نمبر 145، 22 جنوری 2024ء، 3۔
20. سمیع اللہ اشرفی، ڈاکٹر، دوہے کی روایت (علی گڑھ: اُردو بک سینٹر 1990ء)، 155۔
21. حسنین ساحر، ڈاکٹر، کلپنا (اسلام آباد: بزم تخلیق و تحقیق پاکستان، 2024ء)، 12۔

22. ایضاً

23. ایضاً،20۔

24. ایضاً،19۔

25. سمیع اللہ اشرفی،ڈاکٹر،دوہے کی روایت،73۔

26. حسنین ساحر،ڈاکٹر،کلپنا،34۔

27. ایضاً،23۔

28. ایضاً،43۔

References in Roman Script

1. Hasnain Sahir, Dr., Fasail-e-Jhan, (Islamabad: Bizm-e-Takhleeq-o-Taqeeq Pakistan, 2018), 17.
2. Ibid, 87.
3. Maqsood Jafari, Dr., Shairi Sahri Hy, article included: Sahir-i Shahr-e-Khuban, by Farida Anjam (Patna: Aram Publishing House, 2023), 8.
4. Hasnain Sahir, Dr., Fasail-i-Jan, 35.
5. Ibid, 77.
6. Hasnain Sahir, Dr., Chiragshar (Islamabad: Bizm-e-Takhleeq-o-Taqeeq Pakistan, 2023), 77.
7. Aurangzeb, Hasnain Sahir ki Shairi main Talkhi-e-doraan, article included: Sahir-i Shahr-e-Khuban, 21.
8. Hasnain Sahir, Dr., Fasil-i-Jan, 29.
9. Hasnain Sahir, Doctor, Chiragshar, 28.
10. Ibid, 75.
11. Hasnain Sahir, Dr. Faseel Jaan, 97.
12. Muhammad Sakhi Khan, Dr, Fasail-i-Jan ka Shair: Hasnain Sahir, (Article) Included: Sahir-e-Shahr-i-Khuban, 27.
13. Hasnain Sahir, Dr., Faseel Jaan, 21.
14. Ibid, 25.
15. Hasnain Sahir, Dr., Chiragshar, 115.
16. Ibid, 94.

17. Zulfikar Ahmad Zulfi, Dr. Hasnain Sahir ki Nazm 'Idrak': An expression of consciousness and quest, (article) Contents: Daily Oudh Nama, Lucknow, September 4, 2024, 5.
18. Hasnain Sahir, Dr., Chiragshar, 112
19. Sadia Ashiq, The Social Context of Hasnain Sahir's Poem Duchehargi, (Article) Content: Kashmir Link, Muzaffarabad, Volume No. 12, Issue No. 145, 22 January 2024, 3.
20. Samiullah Ashrafi, Dr., Dohy ki rawayit (Aligarh: Urdu Book Center 1990), 155.
21. Hasnain Sahir, Dr., Kalpana (Islamabad: Bizm Krabham Tawhaqiq Pakistan, 2024), 12.
22. Ibid
23. Ibid, 20.
24. Ibid, 19.
25. Samiullah Ashrafi, Dr., Duhe ki Rawayit, 73.
26. Hasnain Sahir, Dr., Kalpana, 34.
27. Ibid, 23.
28. Ibid, 43.